صاحب ذوالفقار

مولانا احمد علی صاحب قبلہ واعظ (شیر پنجاب)

ہندوستان میں جن بزرگوں نے علم مذہب شیعہ کو مختلف زمانوں میں بلند کیا، ان میں سے حضرت غفران مآب کا نام نامی تیرہویں صدی کے حفاظ دین میں آفتاب کی طرح چمکتا رہے گا اور آپ کے کارنامے تاابد یادگار رہیں گے۔ ملک ہند میں مذہب حقہ کی موجودہ ترقی آپ ہی کی رہین احسان ہے۔ اس لئے ہر ہندی شیعہ کا فرض ہے کہ ایسے محسن کو یاد رکھے۔ اوراس کی یادگار کو قائم رکھے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے ممدوح کے مختصر حالات زیب قرطاس کروں۔

آپ کا اسم مبارک حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب قبلہ ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام علی نقی تک پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد صاحبان ریاست ہوئے ہیں۔ چنانچہ سید نجم الدین سبزواری اُمرائے سلاطین غزنویہ میں سے تھے، جو سالار مسعود غازی کی نصرت کے لئے ایران سے ہندوستان آئے، اور قلعہ ودیانگر کو فتح کرکے اسے جائے عیش سے موسوم کیا جسے اَب جائس کہتے ہیں۔ سید زکریا قصبہ پٹاک پور پر متصرف ہوئے اوراس کا نام نصیرآباد رکھا گیا۔

حضرت غفران مآبؒ قریۂ نصیرآباد میں ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے تحصیل علوم میں بہت زحمتیں اُٹھائیں کبھی سندیلہ میں مولوی حیدر علی ابن ملا حمداللہ شارح سلم العلوم کے پاس تحصیل کرتے رہے پھر الہ آباد، رائے بریلی، فیض آباد اور لکھنؤ وغیرہ تشریف لے گئے۔ آخر آپ نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں مرحوم کی اعانت سے عتبات سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں کے مشاہیر وجید مجتہدین سے کسب فیوض کرکے واپس آئے اور نصیرآباد میں سکونت اختیار کی۔ وہاں آپ نے ایک عالیشان مسجد بنوائی۔

اب آپ کے اقبال کا ستارہ چمکنے لگا اور جس امر کے لئے آپ نے اتنی زحمتیں اٹھائی تھیں اس کا ثمر ظاہر ہونے لگا۔ آپ نے پہلے پہل نماز جماعت بطریق شیعہ عہد نواب آصف الدولہ مرحوم میں ۱۳؍رجب ۱۲۰۰ھ کو بروز جمعہ قصر وزیراعظم نواب حسن رضا خاں مرحوم میں پڑھائی اوراسی مہینہ کی ۲۷ویں کو آپ نے پہلی مرتبہ لکھنؤ میں نماز جمعہ ادا کی اور یوں ترویج مذہب حقہ کی بنا رکھی۔ اس کے بعد آپ تمام عمر اعلاء کلمۃ اللہ میں مصروف رہے اور تحریر وتقریر اور درس وتدریس سے انوار اہلبیتؑ سے ملک ہند کو منور فرماتے رہے۔ آپ نے اکیس کتابیں مختلف فنون میں تصنیف کیں جن میں اصول فقہ اور فقہ استدلالی، عبدالعزیز دہلوی کے تحفہ کے جوابات متعلق الٰہیات، نبوت، امامت، غیبت، معاد، حکمۃ فلسفہ، مقتل اور علم کلام سبھی کچھ ہے۔ ان تمام میں 'عمادالاسلام' مبحث اصول دین میں ایک بلند پایہ کتاب اور دیار وامصار میں مشہور ہے اور دوسری کتاب ''ذوالفقار'' ردتحفہ عبدالعزیز دہلوی ہے جس کی تصنیف سے آنجناب کا لقب، صاحب ذوالفقار ہوگیا۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بھی بہت وسیع ہے۔

آپ کی تمام اولاد ذکور زیور علم وعمل سے آراستہ تھی اوراس میں سلطان العلماء مولانا سید محمد وسید العلماء مولانا سید

حسین اعلیٰ اللہ مقامہما مرجع خواص وعوام ہوئے ہیں۔ جناب سلطان العلماء اتنے وسیع الفیض ہوئے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی بھی مشاہیر فضلائے ہندوستان سے نہیں جس کا سلسلۂ تلمذ بہ وسائط آنجناب تک نہ پہنچتا ہو۔ جنت مکان سلطان محمد امجد علی شاہ مرحوم کے زمانۂ حکومت میں محکمۂ مرافعہ شریعہ آپ ہی کے سپرد تھا۔ اور بادشاہ مرحوم کو آپ سے خاص عقیدت تھی۔ آپ نے بھی مختلف علوم وفنون میں چوبیس کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ کی اولاد میں سے ملک العلماء مولانا سید بندہ حسین صاحب قبلہ وتاج العلماء مولانا سید علی محمد صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہما علم وعمل پر آفتاب نصف النہار کی طرح چمکے۔

المختصر یہ کہ جناب غفران مآب علیہ الرحمہ کے خاندان میں اب تک علم وعمل باقی ہے۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں اس خاندان عالی کا کوئی فرد عالم پرضوبار نہ رہا ہو۔ آپ نے عہد سلطان غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ میں شب نوزدہم رجب ۱۲۳۵ھ کو وفات پائی اور اپنے امامباڑہ واقع لکھنؤ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ و رضوانہ۔ مومنین کا فرض ہے کہ آپ کے احسانات کو یاد رکھیں اور آپ کے خاندان کو عزت وحرمت کی نگاہ سے دیکھیں۔ (۱۳۴۹ھ)



غفران مآبؒ کے احسان سے ہمارے اموات بھی نہیں بچے

یہ خصوصیت اسی شمس سمائے اجتہاد کی تھی کہ اس نے مغرب قبر میں بھی پوشیدہ ہو کر افراد قوم کو اپنے سایۂ عاطفت سے شرف اندوز کیا۔ غور کرو کہ اُن جناب کے امامباڑہ میں کیسے کیسے دُرشاہوار معدن علم کے زیر زمین پنہاں ہیں، شہنشاہ بزم ادب جناب مفتی صاحب اور سلطان المتکلمین مولانا حامد حسین صاحب وغیرہم ایسے باکمال افراد کی آرام گاہ یہی سرزمین ہے جو روز حشر تک کے لئے اپنی آغوش میں لئے ہے اور جملہ مدفونین زیر علم ہدایت شمیم غفران مآب اسی خطہ سے محشور ہوں گے۔